حالت جنگ میں انسانی حقوق سے متعلق السیر الکبیر اور جینوا کنونشن کا تحقیقی و تقابلی جائزہ

Comparative and Analytical Study of Al-sair-ul-Kabir and Geneva Convention about Human Rights in War

DOI: ***https://doi.org/10.5281/zenodo.15165778***

** Qaisar Iqbal*
*** Dr. Abdul Qadoos*

Abstract

War is a tragic and painful situation that every intelligent person wants to avoid or prevent, but in practice it is impossible. As Muslims, we also believe that this life is a test, we can be an ideal and role model for those who want to avoid war in order to live their lives in the best way. The struggle between good and evil will always continue. However, efforts can be made until the end of war, but the presence of war cannot be ignored. In this regard, if a war breaks out and combatants are injured, need to be transferred to a peaceful place or are affected in any way by the war and are no longer part of the war, it is morally necessary to protect them and provide humanitarian assistance to the victims.

It serves humanity as a neutral organization founded in 1860. The name of this organization is the International Committee of the Red Cross (ICRC). After much work and deliberation, this organization has developed four treaties and two protocols that help countries at war remain neutral in war or other forms of violence-

In contrast, about 800 years ago, Imam Muhammad bin Hasan Al-Shaybani wrote a long but comprehensive book on the state of peace and war, "Al-Sair- Al-Kabir", and took the credit for preserving these laws in the form of a book before his death. This article provides a detailed explanation of the fundamental principles and laws governing human rights in war, as outlined in both texts.

Keywords: *Al-Qur'an, Geneva Convention, Al-sair-ul-Kabir, state of war, Compassionate, Patients, Ceasefire, Combatants*

تعارف

بیسوی صدی عیسویں میں بین الا قوامی معاشرے نے ایسی خطرناک جنگوں کا مشاہدہ کیا جن میں انسان کی اپنی محنت کی بدولت پورے علاقے کی تباہی و بربادی کے لئے عجیب و غریب قسم کے جنگی وسائل ایجاد کئے گئے۔ موجودہ بین الا قوامی قانون کسی بھی قسم کی دھمکی یا قوت جو کسی بھی ملک کی جغرافیائی حدود کی سلامتی یا سیاسی آزادی یا اقوام متحدہ کے مقاصد سے متصادم ہو کر ممنوع قرار دیتا ہے۔ اب جبکہ قوت کے استعمال کی حرمت چند استشنائی صورتوں کے علاوہ (جن میں

....

**PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Science & Technology, Bannu*
***Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Science & Technology, Bannu*

قوت کا کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔ بالکل اسی طرح شریعت اسلامی صرف ظلم و زیادتی میں حق کی دفاع اور اسلامی دعوت میں رکاوٹ ڈالنے والوں یا اسلامی دعوت پر کسی قسم کی اعتداء سے حفاظت کرنے کی خاطر مسلح قوت کے استعمال کو جائز قرار دیتی ہے۔

مزید یہ کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول نہیں کرتا اور اپنے مذہب پر قائم رہ کر مسلمانوں کے ساتھ امن سلامتی کے معاہدے کے تحت زندگی گزار رہا ہے تو اسلام اس کے ساتھ جنگ و جدال کو حرام قرار دیتا ہے۔ چنانچہ فقہاء کے راجح رائے کے مطابق کسی پر جنگ مسلط کرنا جائز نہیں۔ بالکل اسی طرح موجودہ بین الاقوامی قانون میں بھی یہی ہے مگر اس کے باوجود باغیوں، انسانی اخلاق واقدار سے نکلنے والوں اور قانون کو توڑنے والوں سے جنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہوا کی جنگ کے متاثرین جیسے مقتول، زخمی، مریض، قیدی، سمندر میں پھنسے ہوئے، گم ہو جانے والوں اور شہریوں کے حقوق اور ان کی املاک کی حمایت اور تحفظ کی کوشش کی جائیں۔

انسانیت کو موجودہ جنگوں داخلی و بین الاقوامی لحاظ سے بہت سی مشکلات، ناامیدیاں اور تکالیف پہنچی ہیں۔ اس لئے مفکرین و ماہرین قانون، سیاستدان اور مختلف قومی و بین الاقوامی ادارے اور اکثر ممالک کا یہ مطالبہ ہو رہا ہے کی جنگی نقصانات، اس طرح فوجی ضرورت سے زیادہ نقصانات کی ممانعت ہونی چاہیے۔ ایک طرف جنگ کے مقاصد سے ہمکنار کرانا چاہئے جبکہ دوسری طرف انسانی احترام کے قواعد و ضوابط کا خیال رکھنا چاہئے اور اس ضمن میں بے شک بہت زیادہ کوشش کی گئی جن کے نتیجے مسلح جنگ سے متاثرہ لوگ اور ان کے املاک کے تحفظ کے لیے بین الاقوامی اعراف اور معاہدات پر مبنی قواعد سامنے لائے گئے اور یہ قواعد مصلحین کے نظریات اور خصوصاً بین الاقوامی قانون کے معیار اور انسانی اخلاق واقدار پر مشتمل ہیں۔

بین الاقوامی قانون کے وہ قواعد جو مسلح جنگوں کے دوران انسانی حقوق کی حفاظت کرتے ہیں کو "(بین الاقوامی انسانی قانون کی اصلاح سے یاد کیا جاتا ہے)"۔

بین الاقوامی انسانی قانون ہیگ اور جنیوا (جو کہ سوئزر لینڈ کا ایک خوبصورت شہر ہے) میں ہونے والے معاہدات پر مشتمل ہے۔ ہیگ کے قانون ان قواعد پر مشتمل ہیں جو سال 1899 اور 1910 میں ہیگ معاہدات کے نام سے وجود میں آیا۔ یہ قواعد جنگ کرنے والوں کے حقوق و فرائض اور جنگی قواعد کے لیے ضوابط بناتا ہے۔ یہ قانون دوران جنگ فوجی ضرورت سے زیادہ طاقت کے استعمال سے اور دھوکہ سے منع کرتا ہے۔ قانون ہیگ ان ضابطوں کو موثر بنانے کی کوشش کرتا ہے جو مختلف ممالک کے درمیان قوت کے استعمال سے متعلق ہیں جبکہ جنیوا قوانین جنگ نہ کرنے والے شہریوں کے احترام و تحفظ اور انسانی احترام و تحفظ سے متعلق ہیں۔ جنیوا قوانین چار قوانین / معاہدات اور دو پروٹوکول پر مشتمل ہے جو کہ 1949 اور 1977 میں دستخط ہوئے اور میں جنگ کے متاثرین کی حفاظت مقصود ہے۔

مجوزہ عنوان میں بھی اس جنیوا کنونشن کا شرعی جائزہ زیر تحقیق ہے۔ بالخصوص امام محمد کی السیر الکبیر کے تناظر میں۔ اس لئے دور جدید کے قانونی حلقوں میں یہ تصور عام ہے کہ بین الاقوامی تعلقات عامہ کے قواعد و ضوابط کی تشکیل و تدوین یورپ کا کارنامہ ہے۔

مشہور آسٹریلوی محقق و قانون دان ڈی ڈبلیو گرگ (D.W. Greig) کے نقطہ نظر کے مطابق یورپی جاگیر داری نظام کے بعد جب قومی سطح پر طاقت کے تصور نے پکڑا تو اس کے بعد بین الاقوامی تعلقات کی ضرورت پیش آئی جس میں حالت امن اور حالتِ جنگ دونوں قسم کے تعلقات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ البتہ یہ کہا جاتا ہے کہ پنولین کی جنگوں کے بعد سب سے پہلے جو باقاعدہ ضابطہ تشکیل دیا گیا وہ 1815 میں میثاق ویانا تھا۔ یہ ایک ابتداء تھی اس کے بعد یورپی ممالک کے درمیان معاہدات تسلسل سے جاری رہے۔ یہاں تک کے 1925 اور 1949 میں جینوا معاہدات سامنے آئے۔ انہیں معاہدات کی روشنی میں انجمن بین الاقوام اور بعد میں اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی اداری بین الاقوامی قانون کا قیام بھی تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دور کی دیگر اقوام کے ساتھ جو تعلقات کا نظام جاری فرمایا وہ آج تک دنیا بھر کے لیے مشعل راہ ہے۔

اسلام کی اولین دور میں ہی قانون بین الاقوام یا قانون بین الاقوامی کی داغ بیل پڑی اس سلسلے میں مکہ مکرمہ کے بیعت عقبہ اولی و ثانی کی مثال دی جاسکتی ہے جو کہ خالصتاً بین الاقوامی نوعیت کے معاہدے ہیں۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں مسلم ریاست کے ساتھ ساتھ ہی وہ معاہدات جو رسول اکرم ﷺ نے مختلف قبائل سے اس وقت کئے جب کہ وہ خود ایک خود مختارانہ نظام معاملت رکھتے تھے۔ مدینہ منورہ میں بدر اور احد کے غزوات میں نازل ہونے والے احکامات الٰہیہ اسلامی قوانین کی صورتیں ہیں جو بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں جس پر کہ بعد کی اسلامی تاریخ میں بین الاقوامی معاملات طے پائے گئے۔

اسلامی قوانین کے ماہرین جنہیں عرف عام میں فقہاء کہا جاتا رہا ہے نے اس موضوع پر بالکل ابتداء میں الگ حیثیت سے تو قلم نہیں اٹھائے مگر سیرت "میں ان قوانین کو نہ صرف جمع کیا گیا بلکہ واقعات اور قوانین کی تطبیق کو ایک ساتھ مدون کرتے رہے۔

امام صاحب کے شاگرد خاص امام محمد بن حسن شیبانی نے "السیر الصغیر" کے نام سے کتاب شائع کرادی جب یہ مروج ہوئی تو امام محمد نے "السیر الکبیر" اس موضوع پر لکھی جو اس موضوع پر مستقل بالذات کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایسی جامع کتاب ہے جس کے بارے میں عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے کہا تھا کہ میرے دور حکومت کے عظیم کامیابیوں میں سے ایک کامیابی یہ کتاب ہے۔ ظاہری بات ہے کہ یہ کتاب جو ایک مسلم قانون دان نے لکھی ہے اور محفوظ بھی ہے آسٹریلوی قانون دان (D.W.Greig) اور میثاق ویانا (1815ء) سے صدیوں پہلے لکھی گئی ہے اسی کتاب کے تناظر میں جینوا معاہدات کا تحقیقی و تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

جینوا کنونشن میں زخمی، مریض اور سمندر میں پھنسے ہوئے افراد کی حفاظت کے حوالے سے احکامات

جینوا کا پہلا معاہدہ بری جنگ میں ہونے والے زخمیوں، بیماروں اور معذور ہونے والے فوجیوں کے حقوق کے متعلق ہے

جبکہ اس معاہدے میں جینوا کنونشن میں بین الاقوامی قوانین کی رو سے زخمی ہونے والے مریضوں اور معذور ہونے والے فوجیوں کے ساتھ ساتھ سمندر میں پھنسے ہوئے مصیبت زدہ انسان کی حفاظت اور ان کے جملہ حقوق کے حوالے سے قوانین و اساسی قواعد کو بیان کیا گیا ہے۔

زخمی اور مریض سے متعلق احکام

جنیوا کنونشن میں زخمی اور مریض سے متعلق تفصیل درج ذیل ہے۔

"زخمی اور مریض سے مراد وہ فوجی اور سول افراد ہیں جو کسی جنگی عمل کی وجہ سے کسی مرض، مصیبت، صدقہ، بدنی یا عقلی خرابی کا شکار ہو کر جنگ سے متاثر ہوئے ہوں اور طبّی لحاظ سے یا کسی بھی انسانی حقوق کی فراہمی کے اعتبار سے تعاون کے محتاج ہو گئے ہوں۔ زخمی اور مریض کے یہ دونوں تعبیرات زچہ، نومولود اور نوزائد بچوں اور دوسرے ان تمام افراد کو شامل ہیں جو فوری مدد اور تعاون کے مستحق ہوں۔ مثال کے طور پر آفت سے متاثرہ اشخاص اور حاملہ خواتین جو کہ کسی بھی جنگی عمل سے متاثر ہو گئے ہوں۔"[1]

" سمندر میں پھنسے ہوئے افراد سے مراد سول وہ فوجی یا سول لوگ ہیں جو کسی ناگہانی مصیبت یا آفت و طوفان کے باعث سمندروں یا دریاؤں وغیرہ میں یا پانی میں پھنسے ہوں یا سمندری بحری جہاز یا ہوائی جہاز کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے پھنس گئے ہوں اور جو افراد جنگی عمل کاری سے اجتناب کرتے ہیں ان کی یہ حالت جینوا معاہدات ۱۹۴۹ء یا منسلکہ ضمیمہ (پروٹوکول) ۱۹۷۷ء ان کے سمندر سے نکالنے کے وقت سے ان کے حالات بہتر اور معمول پر آنے تک جاری رہتی ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ یہ افراد ہر طرح کی جنگی کاروائی سے اجتناب کرنے والے ہوں"۔ [2]

تجزیہ: مندرجہ بالا عبارات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جینوا کنونشن فوجی، سول، زخمیوں، بیماروں اور سمندر میں مصیبت زدہ افراد کی حفاظت کرتا ہے لیکن ان کی حفاظت اور دفاع کی شرط یہ ہے کہ یہ افراد ہر طرح کی جنگی سرگرمیوں اور جنگ میں شرکت کے عمل سے اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ اس معاہدے میں زخمی اور بیمار فوجیوں یا لڑنے والے افراد کے حوالے سے بات ہو گی جو ہتھیار ڈال دیا کرتے ہیں اور جنگی قیدی دشمن کے قبضے میں آجائیں تو جینوا معاہدہ کی دفعات و شرائط کے مطابق وہ دشمن کی طرف سے ہر قسم کی مراعات، تعاون اور مدد کے مستحق ہوتے ہیں اور ان احکامات اور قوانین کے علاوہ ہیں جو عالمی و بین الاقوامی سطح کی مسلح جنگوں کے متاثرین اور زخمیوں و بیماروں وغیرہ کے حقوق و تحفظ کے لئے جینوا کے معاہدہ دوم میں واضح کئے گئے ہیں۔ عمومی قانون کے مطابق ان متاثرین جنگ کا تحفظ و احترام واجب ہے خواہ وہ کسی بھی جانب سے تعلق رکھتے ہوں اور یوں وہ ہر قسم کے حالات میں انسانی حقوق کے تحت ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا واجب ہے اور جس قدر جتنا جلد ممکن ہو مکمل کوشش کے ساتھ ان کی ضرورت و حالت کے اعتبار سے طبّی ضروریات و تعاون لازم ہیں۔ ان کے ساتھ کسی بھی اعتبار سے امتیازی برتاؤ نہیں کیا جائے البتہ اگر طبّی لحاظ سے اگر کسی

مریض کی حالت زیادہ خراب یا متاثر کن ہو تو اس ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے امتیازی برتاؤ کرنے اور علاج معالجے کے لئے دیگر مریضوں سے ہٹ کر اس کے لیے سہولیات و تعاون کرنا درست ہو گا۔ [3]

چنانچہ اس کے متعلق یوں کہا گیا ہے:

"اسی وجہ سے ان کی شہریت، ان کے دین اور قوم سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کی رعایت و احترام کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میدان جنگ میں جو بھی فریق غالب آجائے ان کو تلاش کر کے ہر قسم کے ظلم وعدوان اور زیادتی واعتداء نار وامعاملہ سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان افراد کو مار پیٹ کرنا، اذیت وتکلیف دہی یا گروی وغیرہ رکھنا یا کسی بھی طرح کا تعرض کرنا ناجائز اور ممنوع ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ کوئی بھی طبّی عمل جو کسی جنگ سے متاثرہ افراد یا مریض کے لئے بلحاظ صحت مناسب اور معیاری طبّی کے مطابق ہو جو کہ فریق مخالف اپنی مکمل آزاد رعایا جو اس کے برابر بیماری میں مبتلا کسی شخص کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح ان لوگوں پر ہر قسم کی وہ جراحی عمل جس سے ان کا کوئی عضو منقطع کیا جاتا ہے یا نکالا جاتا ہے تاکہ کسی دوسرے افراد میں پیوند کیا جائے اور اس کے علاوہ ان پر عملی یا طبّی لحاظ سے تجربات کرنا بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے چاہے یہ مذکورہ آدمی کی مرض کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔" [4]

"اسی طرح کسی مریض کو بغیر علاج و معالجے یا نگہداشت و دیکھ بھال کے اس طرح سے بھی چھوڑنا بھی ناجائز اور ممنوع ہے تاکہ وہ کسی وبائی مرض یا زیادتی کا شکار نہ ہو جائے۔ اور اگر حالات اس کے بعد اجازت دیں تو دونوں جنگ کو روکنے کے لئے کوشاں ہو جائیں یا اگر وقتی طور پر کوئی ایسا معاہدہ کر کے ایسے انتظامات کر لیں کہ میدان جنگ میں موجود زخمیوں کی نقل و حمل یا فریقین کے مابین زخمیوں کا تبادلہ ممکن ہو سکے"۔ [5]

اس طرح دوران جنگ فریقین پر یہ لازم ہو گا کہ کسی بھی فریق کے ڈاکٹر یا طبیب یا دینی افراد کی جماعتیں چاہے یہ سول تیظیمات کے لوگ ہوں یا فوجی اور خواہ وقتی و عارضی ہوں یا دائمی لحاظ سے فرائض انجام دے رہے ہوں ان کا تحفظ و احترام بھی ضروری ہو گا۔ جہاں جماعتوں کے افراد کے تعلق ہے تو ان سے مراد ان مشائخ، پادری وغیرہ اور ایسے دینی افراد و اشخاص جو صرف دینی لحاظ سے لوگوں کو وعظ و نصیحت اور شعائر دینیہ کی ادائیگی میں مصروف و مگن رہتے ہوں شامل ہیں چاہے وہ فوجی ہوں یا سول اور یہ بات بھی عین ممکن ہے کہ وہ مسلح فوج کی ڈاکٹروں کی تنظیم سے منسلک ہوں چاہے یہ فرائض دائماً انجام دے رہے ہوں یا عارضی طور پر۔

اس کے علاوہ یہ تحفظ ان طبّی اوزاروں کو بھی شامل ہے کہ جن کا استعمال متعلقہ لوگوں کی جانب سے مذکورہ خدمات انجام دینے میں بروئے کار لایا جاتا ہے۔ اسی سلسلے میں جنیوا کنونشن کے مطابق درج ذیل وضاحت کی گئی ہے:

"ان طبّی اشیاءاور اوزاروں میں فوجی یونٹس کی وہ مختلف اور سول اقسام پر مبنی اشیاء شامل ہیں کہ جو طبّی اغراض و مقاصد کے لئے استعمال کئے جائیں مثال کے طور پر ہسپتال یا ان میں زیر استعمال طبّی آلات اور جدید میڈیکل مشینری و آپریشن وغیرہ کے آلات اور اس کے ساتھ ساتھ وہ مراکز جو انتقال خون کا کام کرتے ہیں اور حفاظتی تدابیر کا کام کرنے والے ادارے اور ان طبّی مراکز کی مخصوص ڈسپنسریاں اور حفاظت گاہیں وغیرہ چاہے یہ یونٹس ایک ہی مقامات پر ہوں اور چاہے عارضی ہو یا دائمی ان کا تحفظ ضروری ہے"۔ [6]

"اس کے ساتھ ساتھ طبّی اشیاء کی نقل و حمل اور زخمیوں، مریضوں اور سمندروں میں پھنسے ہوئے افراد کے وسائل کو بھی یہ تحفظ عمومی طور پر شامل ہے۔

علاوہ ازیں وہ لوگ جو یہ خدمات سرانجام دیتے ہیں یا دینی جماعتوں یا طبّی امداد کے لئے تیار شدہ سامان، جینوا کنونشن اور بین الاقوامی انسانی قانون کے تحت ان سب کو تحفظ و امان حاصل ہے چاہے یہ نقل و حمل فضائی لحاظ سے ہو یا سمندری لحاظ سے یا بری لحاظ ہر صورت تحفظ حاصل ہو گا"۔ [7]

السیر الکبیر کے تناظر میں زخمی، مریض اور سمندر میں پھنسے ہوئے افراد کے متعلق احکامات

اسلام نے روز اول ہی سے انسانیت کے احترام کا درس دیا ہے چاہے غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں پھر خاص کر جنگوں میں مریض، زخمی اور سمندر میں پھنسے ہوئے افراد کا ہونا ایک ناقابل تردید حقیقت ہے ان کے حقوق کے بارے میں امام محمدؒ کا نکتہ نظر ملاحظہ ہو۔

امام محمدؒ نے "قتل الاساري والمن عليهم" کے نام سے مستقل عنوان باندھا ہے جس میں امام محمدؒ نے نہایت تفصیل سے قیدیوں کے حقوق کے حوالے سے گفتگو کی ہے، چنانچہ امام محمدؒ فرماتے ہیں:

"احسنوااسارهم وقيلو هم واسقو هم حتي يُبردوا [8]

ترجمہ: قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو ان کے کھلاؤ پلاؤ یہاں تک کہ ٹھنڈے ہو جائے۔

صاحب کتاب مزید فرماتے ہیں کہ کسی قیدی کو جنگ ختم ہونے بعد قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

" يكره قتل الاسيرالافي الحرب يُهيب به العدوا [9]

ترجمہ: (یعنی جنگ کرنے والے کو صرف میدان جنگ میں قتل کیا جائے گا) تاکہ دشمن پر رعب حاصل ہو جنگ ختم ہونے کے بعد قتل کرنا مکروہ ہے۔

امام محمد مزید فرماتے ہیں کہ "كان يكره قتل الاسير بعد ما وضعت الحرب اوزارها" عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد قیدی کو قتل کرنا مکروہ ہے۔ بات کو مزید تقویت دینے کیلئے صاحب کتاب مزید رقم طراز ہے۔

"الاولىٰ ان لايقتل مشدود اليدين اذا كان لايحاف ان يهرب او يقتل بعض المسلمين-

(اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد امام محمد کا مقصد یہ ہے) کہ مناسب یہی ہے کہ جن کے ساتھ باندھے ہوئے ہوں اور فرار ہونے اور کسی مسلمان کو قتل کرنے کا خوف نہ ہو تو قتل کرنا مناسب نہیں ہے۔

صاحب کتاب نے ایک واقعہ بطور دلیل پیش کیا ہے:

"واستدلوا على ذلك بما روي ان عبد الله بن عامر بعث الي ابن عمر رضي الله عنهما باسير يقتله فقال: اما والله مصروراً فلا اقتله يعني بعد ما شدد تموه واسر تموه فلا اقتله [10]

ترجمہ: عبداللہ بن عامرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں ایک قیدی کو قتل کرنے کے بھیجا تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہ جب اس کو قید کر لیا گیا ہے اور ہاتھ باندھ دیئے ہیں تو میں اس کو قتل نہیں کرونگا۔

زخمیوں کے علاج کے حوالے سے امام محمد نے مستقل باب باندھا ہے "دواء الجراحۃ" نے عنوان سے باب کی ابتداء میں امام محمد نے جنگ احد میں حضور ﷺ کے زخمی ہونے کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ نے علاج کیا ہے اور اس کی علاج بھی دی ہے۔

امام محمد نے ایک حدیث مبارکہ سے بھی استدلال کیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"تداودا عبادالله قان الله لم يخلق دائالاو خلق له دواء [11]

ترجمہ: اللہ کے بندوں علاج کیا کرو کیونکہ بے شک اللہ نے ایسی کوئی ہمارے مدد نہیں کی مگر ان کے لئے دوائی بنائی ہے۔

صاحب کتاب مزید فرماتے ہیں کہ:

"وذكر عن عرفجة بن اسعد رنه اصيب انفة يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ انفاً من ورق فانتن عليه فامره رسول الله ان تيخذ انفاً من ذهب " [12]

ترجمہ: عرفجہ بن اسعد کا دور جاہلیت میں کا ناک کٹ گئی تھی تو لوہے کی ناک سے چونکہ بدبو شروع ہوئی تو حضور ﷺ نے سونے سے ناک بنوانے کا حکم دیا۔

جینوا کنونشن کے مذکورہ بالا دفعات کا السیر الکبیر کے تناظر میں تحقیقی و تنقیدی جائزہ

زخمیوں، مریضوں اور سمندر میں سمندر میں پھنسے ہوئے افراد کے حوالے سے شریعت اسلامی کے احکام اور جینوا معاہدات یعنی بین الاقوامی انسانی قانون کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ بین الاقوامی انسانی قانون نے ان کی حمایت کو جنگی عمل میں حصہ نہ لینے کے ساتھ مشروط کر دیا ہے اور یہ قید اسلام نے یعنی "امام محمدؒ" نے السیر الکبیر میں بین الاقوامی قانون کی تدوین سے تقریباً آٹھ سو سال پہلے بیان فرمائی ہیں ،اس طرح مذکورہ لوگوں کی طبّی سہولیات کے متعلق بھی شریعت اسلامی کے احکامات، بین الاقوامی قانون کے احکام سے مختلف نہیں ہے۔ جینوا معاہدات نے قیدیوں، زخمیوں وغیرہ کے لئے جو احکام بیان کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابتداء اسلام ہی سے پہلے بزبان رحمت اللعلمین محمدؐ بیان فرمائی ہیں اور تقریباً 132ھ میں امام محمدؒ نے السیر الکبیر میں بیان کر کے اس عظم کام کا سہرہ اپنے سر کر لیا ہے۔ مذکورہ لوگوں کو صرف کھانا، لباس اور پناہ دینا کافی نہیں ان کی طبّی رعایت واجب ہے اس لئے شریعت اسلامی نے ان طبّی تنظیموں اور ان کی ضروری اشیاء جن سے مذکورہ مقصد پورا ہوتا ہو کی رعایت اور تحفظ بھی واجب ٹھہرایا ہے کیونکہ جس چیز کے بغیر کوئی واجب کام پورا نہیں ہوتا تو وہ چیز بھی واجب ہو جاتی ہیں۔

اس طرح جینوا معاہدات نے جس طرح ان مذہبی لوگوں کی حمایت و حفاظت کی بھی تلقین بھی کی گئی ہے جو ان مسلح قوتوں کے ساتھی ہوتے ہیں لیکن خود جنگ نہیں کرتے شریعت اسلامی نے بھی جینوا معاہدات سے پہلے مذکورہ افراد کی سختی سے حفاظت کرنے کی تلقین کی ہے۔ معلوم ہوا کہ جینوا معاہدات السیر الکبیر میں موجود قوانین میں اختلاف نہیں ہے لیکن یہ بات ہے کہ امام محمدؒ نے بہت پہلے مذکورہ امور کو منضبط کیا ہے۔

جینوا کنونشن بین الاقوامی انسانی قانون میں جنگی قیدیوں کا مفہوم، تحفظ اور متعین حفاظتی اقدامات

جینوا کنونشن کے مطابق بین الاقوامی انسانی قانون میں جنگی قیدیوں کا اطلاق درجہ ذیل افراد پر ہوتا ہے:

قسم اول:

"باقاعدہ فوج اور جو اس کے حکم میں ہے۔ قانونی صورت میں جنگی قیدی جو باقاعدہ فوجی (وہ فوجی جس میں بین الاقوامی انسانی قانون کو واضح کردہ قانون کی شرائط پوری ہوں مثلاً قوانین اور جنگی قاعدوں کا احترام) ہو۔ وہ جس حالت میں اپنی مجبوری کے تحت جنگ چھوڑتا ہے مثلاً وہ زخمی ہو جاتا ہے یا اپنے اختیار سے ہتھیار پھینکتا ہے وہ جنگی قیدی کے لئے بنائے گئے قانون سے استفادہ کر سکتا ہے۔ یوں یہ قانون اس باقاعدہ فوجی جو کسی ایسی حکومت یا طاقت کے تابع ہو جسے قابض ملک تسلیم نہیں کرتی یہ قانون ان پر بھی لاگو ہو گا"۔ [13]

جینوا معاہدہ سوم ۱۹۴۹ء ان کے مطابق جنگی قیدی کی تعریف درجہ ذیل افراد پر بھی لاگو ہوتی ہے۔

1۔ "مقابلہ کرنے والے باقاعدہ فوج یا کسی جماعت کی وہ افراد جو اپنی سرزمین کے اندر اور باہر کام کرتے ہیں اگرچہ یہ سرزمین ان کے مقبوضہ ہو"۔ [14]

لیکن ان کے ساتھ شرط یہ ہے کہ معاہدہ ہیگ ۱۹۰۷ء کی مروجہ شرائط پائی جاتی ہو، جو درجہ ذیل ہیں۔

(الف) جنگ کرنے افراد کسی ایک شخص کے زیر قیادت ہوں اور یہ شخص اپنے حاکم کے حکم پر لڑ رہا ہو۔

(ب) ان کی کوئی واضح نشانی ہو جس کے ذریعے دوسروں سے ان کی تمیز ہو سکے۔

(ج) وہ واضح طور پر اسلحہ اٹھائے ہوئے ہوں۔

(د) وہ جنگ کے قواعد کی رعایت رکھے ہوئے ہوں۔ [15]

2۔ ان علاقوں میں رہنے والے لوگ جو ابھی تک دشمن کے قبضے سے باہر ہوں اور جو دشمن کے پہنچنے پر فوراً ہتھیار اٹھا کر لڑنا شروع کرتے ہیں اس سے پہلے کہ وہ ایک باقاعدہ مسلح گروپ تشکیل دے ان پر حملہ ہو جائے بشرطیکہ وہ جنگی قوانین کا احترام کرتے ہوں اور کھلم کھلا ہتھیار اٹھا کر پھرتے ہوں۔

جینوا پروٹوکول اول ۱۹۷۷ء جو جینوا معاہدات ۱۹۴۹ء کا ایک ضمیمہ ہے میں اس کی وضاحت کی گئی ہے ان معاہدات کی مشترکہ دفعہ نمبر ۲ میں جن حالات کی تصریح کی گئی ہے یہ احکام ان پر لاگو ہوں گے۔

مذکورہ بالا دفعہ میں جن حالات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان میں یہ مسلح جنگوں میں بھی شامل ہیں:

"جو ایک قوم کسی ظالم یا اجنبی قابض حکومت یا رنگ و نسل کی بنیاد پر قائم تنظیموں کے خلاف لڑ رہے ہوں سب لوگوں کو حق خود ارادیت حاصل ہوتا ہے جو ان اقوام متحدہ کے منشور اور اس کے تحت ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات اور باہمی تعاون سے متعلق بین الاقوامی قانون نے اعلانیہ دیا ہے"۔ [16]

قسم دوم: جن پر جنگی قیدی کا اطلاق ہوتا ہے:

وہ افراد جو براہ راست جنگ میں حصہ نہیں لیتے لیکن پھر بھی اس پر جنگی قیدی کا اطلاق ہوتا ہے۔

1۔ سول افراد جو مسلح قوتوں کے ساتھ ہوتے ہیں ان میں سٹور کیپر، سول ملازمین، اور مسلح افواج کے لئے فنی ماہرین کو گروہ شامل ہے۔ اسی طرح جنگی بحری جہازوں کو چلانے والے افراد، ان کے معاونین اور مسلح قوتوں کے جنگی ایوارٹر بشرطیکہ ان کے پاس جینوا کے تیسرے معاہدے کے مطابق شناختی کارڈ موجود ہوں۔

2۔ بحری بیڑے کے عملے کے افراد ان کا قائد ملاح، تجارت نیوی اور ان کے معاونت کرنے والے جہازوں کو چلانے والے ملاح جو جنگ کرنے والے کسی بھی طرف کے تابع ہوں اور بین الاقوامی قانون کی کسی دوسرے شق کے مطابق بہتر معاملے کی توقع نہ رکھتے ہوں۔ [17]

بین الاقوامی انسانی قانون میں جنگی قیدیوں کے لئے متعین حفاظت کے احکامات

جنگی قیدی ، قید میں لینے والے حکومت کے تابع نہیں ہوتے بلکہ اپنے ہی ملک اور حکومت کے تابع ہوتے ہیں اسی لحاظ سے حکومت کا یہ فرض ہے کہ : "وہ اپنے زیرِ حراست قیدیوں کی حمایت و حفاظت اور ان کے ساتھ انسانی معاملہ کرنے کے لئے سہولیات فراہم کرے۔ لہٰذا کسی قیدی کا قید میں آنا، کوئی سزا یا انتقامی کاروائی شمار نہیں کی جائے گی بلکہ یہ قیدی کو کسی ایسی جگہ پر جہاں اسے اذیت نہ پہنچنے رکھنا ہے۔ اس غرض کے علاوہ اور کوئی بھی غرض غیر ضروری ہے"۔[18]

جینوا معاہدہ سوم جنگی قیدیوں کے اس مقصد کے لئے ہے اس معاہدے کے تحت قید میں آنے کے وقت سے لیکر رہائی پانے اور اپنے ملک واپس پہنچنے تک ہر قیدی کو حقوق حاصل ہیں، اگرچہ شریعت اسلامی نے قیدیوں کی جو حمایت کی ہے وہ بین الاقوامی انسانی قانون سے بدرجہا فائق ہے جس کی تفصیل بعد میں زیب قرطاس کی جائے گی۔

1۔ قیدی بننے کے وقت سے حمایت و حفاظت

قیدی کا اسلحہ پھینکنا اور دشمن کے حوالے ہونا، اس کے قتل کرنے کو حرام قرار دیتا ہے اور قید کرنے حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ قیدی کے ساتھ اس کی شخصیت کے اعتبار سے معاملہ کرے، دشمن کا فرض بنتا ہے کہ :

"وہ ان تمام قیدیوں کہ جن کے پاس شناختی کارڈ وغیرہ نہیں ہیں شناختی کارڈ مہیا کرے اس سے ان کے مرتبے، شہریت اور فوجی اعزازات فیتے، بیج اور کراون نہیں اتارے جائیں گے اسی طرح ہو وہ چیز جس سے اسکی شخصیت ظاہر ہوتی ہے اس سے علیحدہ نہ کی جائے گی"۔[19]

اس کے علاوہ وہ حکومت جو قید کرنے والی ہے اس پر بھی یہ لازم ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو قیدیوں کو ایسے کیمپوں میں پہنچائے جو میدان جنگ سے کاری دور ہوں تا کہ جنگی کاروائی سے ان کی حفاظت ہو سکے اور یہ نقل مکانی انسانی طریقہ سے ہو ان کے عزت و آبرو کے لئے کوئی خطرہ نہ ہو۔

2۔ جنگی قیدیوں کا مخصوص سوالات کا جواب دینا

قیدی کا جو بھی رتبہ ہو اس پر لازم ہے کہ مخصوص سوالات کا جواب دے۔ یہ سوالات اس کے پورے نام، فوجی مرتبہ، تاریخ پیدائش، فوجی کا گروپ نمبر یا اس کا کوئی شخص یا نمبر وغیرہ سے متعلق ہونگے۔ اگر وہ ان میں سے کسی سوالات کا جواب نہیں دیتا تو وہ اپنے عہدے کے مناسبت سے بعض فوجی سہولتوں سے محروم کر دیا جائے گا۔

قید کرنے والے حکومت کے لئے جائز نہیں کہ وہ معلومات کے خاطر ایسے فوجیوں کو کوئی بدنی یا معنوی تکلیف پہنچائے یا اس پر کسی قسم کی زیادتی کرے۔

3۔ قیدیوں کو شخصیت اور اعزازات کا احترام

جنگی قیدی ہر حالت اور ہر وقت اپنی شخصیت اور عزت کے احترام کے حقدار ہوتے ہیں۔ قیدی بنتے اسے جو شہری حقوق حاصل تھے وہ حقوق ان کے اپنے ملک کے قوانین کے مطابق جاری رہیں گے اور قابض ملک ان پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا۔ دوسری بات یہ کہ قیدی عورتوں کے ساتھ بھی وہی بہتر معاملہ کیا جائے گا جو مردوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عورتوں کے جنس کے لائق سہولیات بھی عطا کیے جائیں گے تاکہ ان کی زندگی مخدوش نہ ہو اور ان کے لئے امتیازی رہائش فراہم کی جائے گی۔

4۔ قید کی حالت میں قیدی کی حمایت

جینوا معاہدہ سوم کی دفعہ نمبر 13 کے مطابق قیدی کے ساتھ تمام اوقات اور ہر حالت میں انسانی سلوک کیا جائے۔ یہ معاہدہ ہر ایسی کاروائی کی ممانعت کرتا ہے جس سے قیدی کی موت واقع ہو یا اس کی صحت پر کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہے اس لئے اس کا کوئی عضو نہیں کاٹا جائے گا یا اس پر طبّی یا سائنسی تجربہ کیا جائے گا۔ جس کا اس قیدی کے علاج معالجہ سے کوئی تعلق نہ ہو اور نہ ڈاکٹروں کے بورڈ نے مذکورہ مقصد کے لئے یہ تجویز کی ہو۔ اسی طرح قیدی کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کاروائی ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہ قیدی سے متعلق بین الاقوامی انسانی قانون کے مقررہ ضابطوں کے خلاف ورزی ہے جبکہ اس حکومت سے ان قیدیوں کا کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔

5۔ صحت اور طبّی سہولیات کی فراہمی:

جینوا کے معاہدہ سوم کی دفعہ نمبر ۱۵ کے مطابق اس کو طبّی سہولیات فراہم کرے اور اس معاہدے کی دفعہ نمبر ۲۵ اور وبائی امراض کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لئے اقدامات کرے، چنانچہ کہا گیا ہے:

"قیدیوں کے دن رات استعمال کے لئے صاف ستھرے غسل خانوں کا ہونا بھی ضروری ہے جنہیں مسلسل صاف ستھرا رکھا جائے گا عورتوں کے لئے علیحدہ غسل خانوں کا ہونا بھی ضروری ہے"۔ [20]

اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ قیدیوں کے کیمپوں میں ان کی غذا اور مناسب طبّی سہولیت میسر ہوں اور ضرورت آنے پر قیدیوں کو فوجی اور سول ہسپتالوں میں منتقل کیا جائے اور قیدی کرنے والی حکومت قیدیوں کے علاج و معالجہ اور صحت کی ضروریات کے تمام اخراجات برداشت کرے مزید یہ کہ حکومت پر یہ لازم ہے کہ ہر مہینہ ان کی صحت اور متعدی امراض سے بچاؤ کے لئے تحقیق کرے۔

6۔معاملہ میں مساوات کا حق

جینوا کے معاہدہ سوم کے دفعہ نمبر ۱۵ کے مطابق قید کرنے والی حکومت پر لازم ہے کہ وہ قیدیوں کے ساتھ ان کی شہریت، عقیدہ، اور سیاست وغیرہ کا لحاظ رکھے بغیر مساوات کا معاملہ کرے اور اسی حکومت پر یہ بھی لازم ہے کہ جب تک قیدی کی حالت برابر ہوں ان کی فوجی عہدوں اور قیدیوں کی صحت، عمر اور اہلیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کیا جائے گا۔

7۔دینی شعائر کی ادائیگی کا حق

جینوا کا معاہدہ سوم قیدی کرنے والی حکومت یہ بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ عسکری نظام اور قانون کا لحاظ رکھتے ہوئے قیدیوں کو ان کی دینی شعائر کی ادائیگی کے لئے مکمل آزادی دیں۔اسی طرح حکومت پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے مناسب جگہوں پر انتظام کرے۔اس طرح جو مذہبی لوگ ان کے ساتھ اس غرض کے لئے قید کر دئے گئے ہوں ان کو بھی وہی حقوق حاصل ہونگے کہ وہ عقیدوں ک مطابق قیدیوں کے درمیان دینی شعائر کی ادائیگی کا اہتمام کر سکے۔اس لئے ان کو مختلف گروہوں میں ان کے اہل عقیدہ، اہل زبان اور ان کے گروہوں کی مناسبت سے تقسیم ضروری ہے۔

8۔ذہنی اور بدنی ورزش کا حق

جینوا کے معاہدہ سوم کی دفعہ نمبر ۳۸ قید کرنے والی حکومت پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ قیدیوں کو ان کے حواہشات کے مطابق ان کے ذہنی، فکری، ثقافتی اور کھیل وغیرہ کے مقابلوں کی حوصلہ افرائی کرے اور ان کے اپنے کیمپ کے اندر یا باہر مناسب جگہیں اور ضروری ساز و سامان فراہم کرے۔

9۔ضروریات زندگی کا حق

قیدیوں کو زندگی کی ضروریات کا حق پناہ گاہ، کھانا اور لباس پر مشتمل ہے۔

(الف)پناہ گاہ کا حق

قیدیوں کی پناہ گاہوں میں بھی وہی سہولیات موجود ہونا لازم ہیں جو قیدی کرنے والی حکومت کے اس علاقے میں موجود فوجی کیمپوں میں ہوتی ہیں خصوصاً طبّی سہولیات۔اسی طرح ان قیدیوں کی نگرانی کرنے والوں کے لئے ان کے فوجی عہدوں کے مطابق الگ مکان خاص کیا جائے گا اور یہ بھی ضروری ہے کہ مردوں اور عورتوں کے ایک مشترکہ کیمپ میں عورتوں کے لئے ایک مخصوص جگہ ہو۔

(ب) کھانے کا حق

قیدی کے لئے اس کی ضروری خوراک معیار، قیمت اور تنوع میں مناسب ہو۔اس کے علاوہ اضافی خوراک، مناسب پانی اور طعام گاہ کا موجود ہونا بھی ایک ضروری امر ہے اور کسی بھی صورت یہ جائز نہیں کہ ان کے خوراک سے سزا کے طور پر کوئی چیز کم نہ کی جائے سب قیدی اس سے متاثر ہوں۔اور جس قدر ممکن ہو قیدیوں کو اپنی خوراک تیار کرنے میں شریک کرنا لازم ہے ان کو کیچن کا استعمال کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کھانا تیار کرسکے۔ہر کیمپ میں ایک کینٹین بھی قائم کرنا چاہئے تاکہ قیدی ان سے اپنی روزانہ زندگی کی چیزیں خرید سکیں۔ان چیزوں کی قیمت عام مارکیٹ کی قیمتوں سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔

(ج) کپڑوں کا انتظام

یہ ضروری ہے کہ رہائشی علاقے کی آب وہوا اور موسم کا لحاظ رکھتے ہوئے قیدیوں کا موسم کے برے اثرات سے بچاؤ کے لئے مناسب کپڑے ان کو ان کے فوجی رتبے لحاظ سے مناسب لباس، فیتے اور کراون لگانے کی اجازت ہوگی۔پھٹے پرانے کپڑوں کی تبدیلی یا مرمت کی سہولیات فراہم کرنا قابض حکومت کی ذمہ داری ہے اور اگر قابض حکومت دشمن کے پکڑے گئے قیدیوں کے لباس وغیرہ پر قابض ہو جاتی ہے تو وہ لباس اگر موسم کے مطابقت رکھتا ہے قیدیوں کو واپس کردینی چاہئے اس طرح جو بھی شخص اس عمل پر مقرر کیا جاتا ہے ان کے مناسب کپڑوں کا انتظام ہونا چاہئے۔

(د) قیدیوں کا باہر والوں کے ساتھ رابطہ رکھنے کا حکم

قیدی کا صرف قید میں آنے سے قیدیوں کے کیمپ یا ایسے کیمپ جس میں قیدی منتقل کردیئے جاتے ہیں۔ایک ہفتے کے اندر اندر اس طرح مرض کی حالت میں یا ایک کیمپ جس میں قیدی منتقل کرتے وقت اس کے خاندان والوں، جنگی قیدیوں کے صدر مرکز یا قیدی اور گم شدہ لوگوں کی تلاش کے لئے ہلال احمر کی ایجنسی کو خط لکھے گا جبکہ جینوا معاہدہ سوم (۳۶) سے منسلک نمونے کے مطابق کارڈ بھیج سکتا ہے۔کارڈ میں قیدی اپنی طبّی حالت وغیرہ اور اپنا واپسی کا پتہ لکھے گا۔کارڈ یا اس طرح قیدی کے لئے ان کے غذائی مواد، دوائیوں، کپڑے اور تعلیمی مطبوعات وصول کرسکے گا۔

السیر الکبیر میں قیدی کا مفہوم، تحفظ اور حفاظتی اقدامات

جہاں تک جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ ہے اس کے بارے میں شریعت میں جہاں تک عام طور پر تمام انسانوں کے ساتھ احسان اور نیکی کا حکم دیا ہے وہی قیدیوں کے ساتھ بھی بالخصوص بھی نیکی اور احسان کا حکم دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّه مِسْكِيْناً وَّ يَتِيْماً وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَ جْهِ اللهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْراً اِ نَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْماً عَبُوْساً قَمْطَرِيْرًا [21]

ترجمہ: اور مسکین، یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت کے باوجود (یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ) ہم تمہیں اللہ کی خوشنودی کے لئے کھلا رہے ہیں ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے نہ ہی تمہیں ممنون احسان کرنا چاہتے ہیں ہمیں تو اپنے رب کی طرف سے ایک بہت ہی سخت مصیبت والے طویل دن کا خوف ہے۔

فقہاء نے جنگ میں قید ہونے والے افراد کو دو بڑے قسموں میں تقسیم کیا ہے۔(۱) اسری (۲) سبی

۱) اسری: اسری ان کو کہا جاتا ہے جو مقاتلین ہوتے ہیں۔

۲) سبی: جبکہ غیر مقاتلین کو سبی کہا جاتا ہے [22]

رسول اللہ ﷺ نے جنگ میں عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا ہے ظاہر ہے کہ جنگ کے دوران انہیں قتل نہیں کیا جا سکتا تو جنگ کے بعد انہیں کیسے قتل کیا جا سکتا ہے؟ اس طرح اس پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ اگر غیر مقاتلین میں کسی جنگ میں حصہ لیا تو جنگ کے دوران میں اسے قتل کیا جا سکتا ہے تاہم اس امر پر فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ اگر سب یا ان میں کسی نے جنگ میں حصہ لیا تو کیا قید کرنے کے بعد اسے قتل کیا جا سکتا ہے؟ جمہور اس کے قائل ہیں کہ اسے قتل کیا جا سکتا ہے جبکہ احناف کا قول یہ ہے کہ انہیں قید کر دینے میں قتل نہیں کیا جا سکتا۔ [23]

امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے مسلمان قیدی کی رہائی یقینی بنانے کے لئے درج ذیل قواعد ذکر کئے ہیں۔

(الف) واذا رغب اهل الحرب في مفاداة اساري المسلمين بالمال فلا ينبغي للمسلمين ان يفادوهم بالاسراء [24]

اگر اہل حرب والے مسلمان قیدیوں کو بلمال رہا کرنے کے خواہشمند ہوں تو مناسب یہی ہے کہ مال کے بدلے انہیں رہا کرے۔ یعنی کوشش کی جائے گی کہ مسلمان قیدیوں کو کسی عوض کے بغیر رہا کرالیا جائے۔

(ب) فان كر هواذلك محنيذ يجوز المفاداة بالاسراء [25]

اگر کچھ عوض دینا ہی مجبوری ہے تو پھر مالی معاوضہ دے کر اسے رہا کیا جائے گا۔

صاحب کتاب مزید رقم طراز ہے۔(ج) وان كرهو االمفاداة بالمام ورغبو فيه بالكراع والسلاح [26]

ترجمہ: اگر مالی معاوضے کے ذریعے بھی رہائی ممکن نہ ہو تو رہائی کے عوض میں اسلحہ بھی دیا جا سکتا ہے۔

(د) ولاباس بان يفادىٰ اسراء المسلمين باسراء المشركين الذين في ايدي المسلمين من الرجال والنساء [27]

ترجمہ: اگر اسلحہ دے کر بھی اس کی رہائی نہیں کرائی جا سکتی ہو تو پھر اس کی رہائی یقینی بنانے کے لئے فریق مخالف کے قیدیوں کا تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

اس سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ امام محمد حسن شیبانیؒ نے متن میں اس معاملے میں کسی اختلاف کا ذکر نہیں ہے بلکہ امام سرخسی نے صراحتاً اسے امام ابو حنیفہ کی "اظھر الرواتین" کہا ہے نیز یہ بات دشمن کے اسری یعنی مقاتلین قیدیوں کے لئے ہے تو سبایا یعنی غیر مقاتلین قیدیوں کے لئے تو بدرجہ ہاں اول یہی حکم ہو گا۔

باقی اپنی بات مفاداۃ بالمال کی یعنی کیا دشمن سے مال لے کر اس کے قیدیوں کو رہا کیا جا سکتا ہے؟ تو حنفی فقہاء اصولاً اس کے مخالف ہیں کیونکہ دشمن کے کسی اہم جنگجوں کو قید کر کے دشمن کو زیادہ نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اور اس کے مقابلے میں مال کی کچھ حیثیت نہیں ہے البتہ دشمن کا قیدی غیر اہم ہو اور مالی معاوضہ لینے میں ہی مسلمانوں کی مصلحت ہو کہ اسے جائز سمجھا جائے گا، لہٰذا اصل اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کا مفاد کس امر میں ہے اور دشمن کو زیادہ نقصان کس طرح پہنچایا جا سکتا ہے؟

مذکورہ ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر دشمن کے ساتھ رویہ مناسب ہو تو قیدیوں کو بغیر معاوضہ کے، یا معاوضہ لے کر یا قیدیوں کے ساتھ تبادلہ کر کے رہا کیا جا سکتا ہے۔ اگر حکمران مناسب سمجھے تو انہیں رہا کر کے دار الاسلام میں رہائش کا حق بھی دے سکتا ہے بجائے اس کے کہ اس کو دار الحرب میں بھیج کر دشمن کی قوت میں اضافہ کا باعث بنے، بعض مخصوص قیدیوں کو ان کے مخصوص جرائم اور افعال کی بناء پر وہ سزائے موت بھی دے سکتا ہے۔

اگر دشمن قیدیوں کے تبادلے میں دلچسپی نہ لے، مسلمان انہیں بغیر معاوضے کے رہا کر کے دشمن کی فوجی طاقت میں اضافے کے متحمل نہ ہو سکتے ہوں، اور انہیں سزائے موت بھی نہیں دی جا سکتی ہو، یا جب تک دشمن کے ساتھ مذاکرات کا سلسلہ جاری ہو اور قیدیوں کے مستقبل کا فیصلہ نہ ہوا ہو تو اس درمیانی مدت میں معاصر بین الاقوامی قانون کے مطابق انہیں ریاستی قید میں رکھا جاتا ہے جبکہ مسلمان اپنے دور کے بین الاقوامی رواج کے مطابق انہیں مجاہدین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ مجاہدین میں تقسیم کے بعد انہیں مجاہدین کی ملکیت سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے اگر بعد ان کی رہائی کا فیصلہ کیا جاتا اور مجاہدین اپنا حصہ چھوڑنے پا آمادہ نہ ہوتے تو انہیں بیت المال سے معاوضہ دیا جاتا۔ پس غلام بنانے کے لئے اس طرزِ عمل کے پیچھے معاملۃ بالمثل کا اصول ہی نہیں تھا بلکہ ضطرار کا قاعدہ بھی کار فرما تھا۔ نیز اس میں ایک حکمت یہ بھی کار فرما تھی مسلمانوں کے درمیان رہ کر انہیں اسلام کے محاسن سے واقف ہونے کا موقع ملے گا اور اسلام قبول کر کے اپنی دنیا وآخرت سنوار لیں گے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَ سْرَاي اِنْ يَعْلَمِ اللهُ فِيْ قُلُوْ بِكُمْ خَيْرًا يُّوْ تِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللهُ غَفُوْر رَّحِيْمٌ [28]

ترجمہ: اے نبی ﷺ ! تمہارے قبضے میں جو قیدی ہے ان سے کہہ دو کہ اگر اللہ تمہارے دلوں کوئی بھلائی پائے گا تو جو تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر وہ تم کو عطا فرمائے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

خلاصۃ البحث

بین الاقوامی انسانی قانون اور شریعت اسلامی آپس میں اس بات پر متفق ہیں کہ دشمن کو ڈرانے دھمکانے کی خاطر یا شہریوں کو ان کے علاقوں کی غرض سے ان کے مال و متاع کا ضیاع اور عمارتوں کی تخریب حرام ہے۔ اس کے علاوہ اسلام نے عورتوں، بچوں، بزرگوں، مذہبی لوگوں اور ملازم پیشہ افراد جو فوجی کاروائیوں میں براہ راست یا بالواسطہ شریک نہ ہوں ان کے قتل کو حرام قرار دیا ہے۔ اس طرح اسلام زخمیوں، مریضوں اور مصیبت زدہ افراد و لوگوں کے حقوق کا بھی دفاع اور تحفظ کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے خواتین کی عزت و احترام اور بچوں اور ان کے ماؤں کے مابین عدم تفریق کی مکمل تاکید فراہم کی ہے اس کے علاوہ اسلام نے اہل خاندان کی آپس میں علیحدگی مثلاً چھوٹے بچے، ان کے ماں باپ، بہن بھائی، دادا دادی وغیرہ سے جدائی و علیحدگی کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔ اس اسلام نے شہریوں کو ان کے کھانے، پینے، ضروریات زندگی کی فراہمی اور رہائش گاہوں و پناگاہوں کی حفاظت کی مکمل ضمانت دی ہے جبکہ جینوا کنونشن اور بین الاقوامی قانون انسانیت میں بھی یہی حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے شریعت اسلامی اور بین الاقوامی انسانی قوانین میں کلیات اور قوانین کے اعتبار سے کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔

مذکورہ بحث و تحقیق کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ بین الاقوامی انسانی قانون، جینوا کنونشن اور بین الاقوامی انسانی قوانین میں یکسانیت پائی جاتی ہے اور دونوں نے جنگ سے متاثرہ افراد چاہے مرد، عورت، بوڑھے، بچے، معذور افراد ہوں یا عمارات ہوں کو نقصان نہ پہنچانے پر متفق ہیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلمانوں نے خصوصاً امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے تقریباً آٹھ سو سال پہلے حالت جنگ و امن کے قوانین مدون کئے ہیں اور جس انداز میں متاثرین جنگ کے لئے بیان کئے ہیں دنیا ان جیسے قوانین سے بنانے اور ان پر عمل کرنے سے عاجز ہے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] دفعہ نمبر 14، جینوا معاہدہ اول، سال ۱۹۴۹ء

[2] جینوا پروٹوکول نمبر ا کی دفعہ نمبر ۸ (ب)

3 دفعہ نمبر ۱۰، پروٹوکول اول، سال ۱۹۷۷ء جینوا معاہدات

4 دفعہ نمبر ۱۱، ایضاً

5 دفعہ نمبر ۱۵، جینوا معاہدہ اول، سال ۱۹۴۹

6 دفعہ نمبر ۸، شق نمبر ھ، پروٹوکول اول، سال ۱۹۷۷

7 دفعہ نمبر ۸، پروٹوکول اول، سال ۱۹۷۷

8 محمد بن حسن شیبانی، السیر الکبیر وشرحہ للسرخسی، تحقیق محمد حسن محمد الشافی، الطبعۃ الاولیٰ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ ج نمبر ، صفحہ 127

9 ایضاً صفحہ نمبر 124

10 ایضاً صفحہ نمبر 124

11 السیر الکبیر ج اول، ص 92

12 ایضاً ص 94

13 (معاہدہ سوم، دفعہ نمبر ۴ شق نمبر (۳) اول)

14 دفعہ نمبر ۳، پیرا گراف نمبر ۲، جینوا معاہدہ سال سوم ۱۹۴۹

15 دفعہ نمبر ۱، معاہدہ ہیگ ۱۹۰۷

16 دفعہ نمبر ۱، پروٹوکول اول، جینوا معاہدات ۱۹۴۹ء

17 دفعہ نمبر ۴، شق نمبر (۵)، تیسرا معاہدہ، سال ۱۹۴۹

18 Judgement of the International Military Tribunal for the trial of German major war Criminals Nuremberg (1964) Cmd 6964 P, 48

19 دفعہ نمبر ۱۸، (۱) معاہدہ سوم سال ۱۹۴۹

20 دفعہ نمبر ۱۴، تیسرا معاہدہ، ۱۹۴۹

21 الدھر آیت 8 تا 10

22 السیر الکبیر، باب کیفیۃ القتال ج نمبر ۲، صفحہ ۳۸۰

23 ایضاً ج نمبر ۲، ص 380

24 السیر الکبیر ج 4، ص 337

25 ایضاً

26 ایضاً ص 337

27 السیر الکبیر ج 4، ص 296

28 القرآن: الانفال، آیت ۷۰

کتابیات (Bibliography)

1۔ قرآن کریم

2۔ جینوا معاہدہ اول، سال ۱۹۴۹ء، (مطبوعہ انٹرنیشل کمیٹی آف ریڈ کراس)

3۔ محمد بن حسن شیبانی، السیر الکبیر وشرحہ للسرخسی، تحقیق محمد حسن محمد الشافی، الطبعۃ الاولی، بیروت: دار الکتب العلمیۃ

4. Judgement of the International Military Tribunal for the Trial of German major war Criminals Nuremberg (1964) Cmd 6964.

Dafa Number 14, Geneva Mu'aheda Awwal, Saal 1949
Geneva Protocol Number 1 ki Dafa Number 8 (b)
Dafa Number 10, Protocol Awwal, Saal 1977 Geneva Mu'ahedaat
Dafa Number 11, Ayzan
Dafa Number 15, Geneva Mu'aheda Awwal, Saal 1949
Dafa Number 8, Shaq Number "H", Protocol Awwal, Saal 1977
Dafa Number 8, Protocol Awwal, Saal 1977
Muhammad bin Hassan Shaybani, Al-Siyar Al-Kabeer wa Sharhahu lil-Sarakhsī, Tahqeeq: Muhammad Hassan Muhammad Al-Shafi, Taba'a Oola (Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1417 Hijri), Jild Number 3, Safha 127
Ayzan Safha Number 124
Ayzan Safha Number 124
Al-Siyar Al-Kabeer Jild Awwal, Safha 92
Ayzan Safha 94
(Mu'aheda Soom, Dafa Number 4, Shaq Number (3) Awwal)
Dafa Number 3, Paragraph Number 2, Geneva Mu'aheda Saal Soom 1949
Dafa Number 1, Mu'aheda Hague 1907
Dafa Number 1, Protocol Awwal, Geneva Mu'ahedaat 1949
Dafa Number 4, Shaq Number (5), Teesra Mu'aheda, Saal 1949
Judgement of the International Military Tribunal for the trial of German major war Criminals Nuremberg (1964) Cmd 6964 P, 48
Dafa Number 18, (1) Mu'aheda Soom Saal 1949
Dafa Number 14, Teesra Mu'aheda, 1949
Al-Dahr Aayat 8 ta 10
Al-Siyar Al-Kabeer, Bab Kaifiyyat al-Qital, Jild Number 2, Safha 380
Ayzan Jild Number 2, Safha 380
Al-Siyar Al-Kabeer Jild 4, Safha 337
Ayzan
Ayzan Safha 337
Al-Siyar Al-Kabeer Jild 4, Safha 296
Al-Qur'an: Al-Anfaal, Aayat 70